مدینۃ المسیح

صوفی عبد القدیر صاحب۔ بی۔ اے خلف الرشید حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری مرحوم و مغفور ۳ اگست بعد نماز جمعہ تبلیغ اسلام کے لئے بعزم لنڈن روانہ ہو گئے۔ خدا تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامیابی عطا کرے۔ اللھم آمین۔

شیخ محمود احمدؐ صاحب انجمن احمدیہ مونگ کے جلسہ پر جو ۳۔ ۴۔ ۵۔ اگست کو منعقد ہو رہا ہے۔ تقریریں کرنے کے لئے گئے۔ اور مولوی محمد یار صاحب مدھیر بنگل۔ ضلع سیال کوٹ گئے ہیں۔ جہاں ۵۔ ۶ کو غیر احمدیوں کے جلسہ پر مناظرہ کا احتمال ہے۔

بارش تا حال نہیں ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم کرے۔

درس کے متعلق آخری اطلاع

اخبار کا یہ آخری پرچہ ہے۔ جو درس سے قبل احباب تک پہنچیگا۔ اس لئے اس اطلاع کو آخری اطلاع تصور کرنا چاہیئے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۸ اگست سے انشاء اللہ درس قرآن کریم دینا شروع فرمائیں گے۔ جو ایک ماہ تک جاری رہیگا۔ اور حضور کوشش فرمائینگے کہ اس ایک ماہ کے عرصہ میں دس پاروں کا درس ختم ہو جائے۔ درس سورۂ یونسؑ سے شروع ہوگا۔

احباب کو چاہیئے۔ کہ نہ صرف خود اس میں شامل ہوں۔ بلکہ اپنے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم دوستوں کو اس سے مستفید ہونیکے لئے اپنے ساتھ لائیں۔ ایسے تمام اصحاب کے قیام و طعام کا انتظام نظارت ضیافت کی طرف سے خاطر خواہ طور پر کیا جائے گا۔

تحریک چندہ خاص

مخلصین سلسلہ کی طرف سے اپنے امام کی آواز پر لبیک

چک ۱۱۶ جنوبی ڈاکخانہ ضلع شاہپور سے سید علی اصغر شاہ ولد قاسم شاہ صاحب سید غلام جیلانی شاہ صاحب سید علی اکبر شاہ صاحب سید علی اصغر شاہ ولد سراج شاہ صاحب سید منور شاہ صاحب مولوی احمد الدین صاحب کا وعدہ بحساب ۳۰ فیصدی کی شرح سے اور کل رقم اسا لعہ

چک ۳۵ جنوبی ڈاکخانہ چک ۳۳ ضلع شاہ پور نے اپنا سالم چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے کے لئے تحریر فرمایا ہے۔

محبوب نگر علاقہ حیدر آباد دکن سے میر اسحق علی صاحب وکیل کا وعدہ تیس فیصدی کے حساب سے اور باقی سب احباب کا وعدہ پچیس فیصدی کی شرح سے اور کل رقم ما لعہ

فیروز پور سے صوفی علی محمد صاحب قاضی محمد رشید صاحب بابو عبد العزیز صاحب منشی محمد عبد اللہ صاحب بابو محمد فاضل صاحب بابو محمد جمیل صاحب حاجی اللہ بخش صاحب بابو محمد حسن صاحب کا وعدہ تیس فیصدی کے حساب سے اور باقی احباب کا وعدہ پچیس ۲۵ فیصدی کی شرح سے ہے۔ اور کل رقم اسا لعہ

گجرات سے چوہدری احمد دین صاحب وکیل و چوہدری سلطان علی صاحب ہیڈ کنسٹبل پولیس و سکندر کلرک کا وعدہ بحساب تیس فیصدی اور وہ یکمشت ادا کر دیا ہے۔ اور باقی احباب کا وعدہ بحساب پچیس فیصدی سے اس میں ضیاء اللہ صاحب نے یکمشت ادا کر دیا۔ اور مرزا محمد اکرم بیگ صاحب نے خاص حالات کے ماتحت حصہ لیا ہے۔ اور کل رقم ما لعہ

کوہ مری سے ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی۔ میاں امداد علی صاحب بابو نیاز محمد صاحب اللہ بخش صاحب نے تیس فیصدی کی شرح سے اور ماسٹر محمد شفیع بابو انشاء اللہ صاحب بابو محمد رفیع صاحب بابو محمد افضل صاحب نے خاص حالات کے ماتحت حصہ لیا ہے۔ اور کل رقم مالو لعہ

راولپنڈی سے میاں ناصر علی صاحب مرزا محمد حسین صاحب حافظ فضل دین صاحب بابو احمد دین صاحب انجن ڈرائیور بابو محمد عثمان صاحب ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب کا تیس فیصدی کی شرح سے اور باقی احباب کا بحساب پچیس فیصدی کے ہے۔ اور کل رقم اسا لعہ

قصور ضلع لاہور سے مرزا عزیز احمد صاحب ای۔ اے۔ سی ڈاکٹر مرزا محمد افضل بیگ صاحب شیخ چراغ الدین صاحب عبد القادر صاحب شیخ سراج الدین صاحب بابو مولا بخش صاحب بابو عطاء اللہ صاحب نومسلم مرزا صدیق بیگ صاحب مرزا الطاف بیگ صاحب مولوی محمد صالح صاحب کا بحساب ۳۰ فیصدی اور باقی احباب کا پچیس فیصدی کل رقم سا لعہ

جموں سے خواجہ جلال الدین صاحب کا چالیس فیصدی کی شرح سے ہے۔ اور باقی احباب کا پچیس فیصدی کی شرح سے

جہلم سے چوہدری صادق علی صاحب تحصیلدار کا وعدہ چالیس فیصدی کی شرح سے اور میاں نور الٰہی صاحب کا ۷۵ فیصدی کے حساب سے اور بابو شاہ عالم صاحب کا بھی چالیس فیصدی کی شرح سے اور بابو محمد اسلم صاحب کا تیس فیصدی کی شرح سے اور باقی احباب کا پچیس ۲۵ فیصدی کی شرح سے کل رقم سا لعہ

شادیوال ضلع گجرات سے چوہدری احمد خاں صاحب میاں عبد الغفار صاحب مولوی عمر الدین صاحب چوہدری خدا یار صاحب احمد الدین صاحب چوہدری مہرداد صاحب چوہدری محمد بخش صاحب بابو مولا داد صاحب چوہدری خوشی محمد صاحب ولد غلام محمد صاحب۔ بابا محمود صاحب چوہدری دسوندی خاں صاحب چوہدری اللہ دتا صاحب میاں عمر الدین صاحب میاں کرم الٰہی صاحب میاں نور الدین صاحب بابا خدا یار صاحب اللہ داد صاحب چوہدری شاہ محمد صاحب احمد الدین ولد محکم دین صاحب کا وعدہ ۳۳ فیصدی کی شرح سے ہیں۔

شب قدر سے ڈاکٹر محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن مرزا عمر خطاب صاحب قاضی نور الحق صاحب محمد فردوس خاں صاحب کے وعدہ تیس فیصدی کی شرح سے ہیں۔

چوہدری غلام احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس خیر پور ریاست بہاولپور نے تیس فیصدی کی شرح سے وعدہ فرمایا ہے۔

کھوہار ضلع گجرات سے ڈاکٹر محمد انور صاحب نے بذریعہ چٹھی بحساب تیس فیصدی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ۱/۳ حصہ اس میں سے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا ہے۔

ڈنگہ جماعت کے فارم میں حافظ احمد دین صاحب ڈاکٹر محمد دین صاحب کا وعدہ تیس فیصدی اور باقی احباب کا وعدہ پچیس ۲۵ فیصدی کی شرح سے ہے۔

مستری محمد عیسیٰ صاحب رینالہ سٹیٹ ضلع منٹگمری اور منشی عبد الرزاق صاحب اور میاں سراج دین صاحب نے اپنے باشرح وعدہ کی رقوم ارسال کر دی ہیں۔

سید صادق علی صاحب رینج افیسر ڈاکخانہ ٹنک پور نے تیس فیصدی کی شرح سے اپنا وعدہ بھجوایا ہے۔

چوہدری تھے خاں صاحب اسٹیشن ماسٹر کنوہ کالکا شملہ ریلوے نے ۳۳ فیصدی کی شرح سے چندہ خاص ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پنشنر رسالدار خدا داد خاں صاحب قادیان حال عارف والہ کا وعدہ بھی تیس فیصدی کی شرح سے اور اللہ دتا صاحب ولد بڈھ بلوچ صاحب کا وعدہ پچیس فیصدی کی شرح سے نقد ادا ہو گیا ہے۔

ورنگل دکن کے فارم میں محمد کریم صاحب علوی کا وعدہ تیس ۳۰ فیصدی کی شرح سے ہے۔

ڈاکٹر رحیم بخش صاحب اسسٹنٹ سرجن چک ۲۳۱ ضلع جھنگ کا وعدہ ۳۰ فیصدی کی شرح سے ہے اور وہ بھی یکمشت ادا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ان خادمان سلسلہ کے اخلاص کو قبول فرمائے۔ اور انکو بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

حصہ وصیت میں اضافہ

میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان لکھتے ہیں:۔

میں نے ۳ مارچ ۱۹۱۲ء کو ۱/۱۰ حصہ جائداد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی۔ سارٹیفکیٹ مل چکا ہے وصیت کا ۵۵۸ ہے۔ ماہ مئی ۱۹۲۸ء کے الفضل میں میں نے وہ تشریح پڑھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وصیت کی فرمائی ہے۔ اس کے رو سے مجھے اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بھی دینا چاہیئے۔ کیونکہ میرا گذارہ اپیل نویسی کی آمد پر ہے۔ نہ کہ جائداد مندرجہ وصیت کی آمد پر نہ اس کی مجھے کوئی آمد ہے۔ اس لئے میں نے اسی وقت یہاں کے سیکرٹری وصایا کو کہدیا کہ یکم مئی ۱۹۲۸ء سے ۱/۱۰ حصہ آمدنی کا وصیت میں دیا کرونگا خود وصیت نمبر کی تلاش میں جناب کو اطلاع نہ دیسکا۔ وصیت آج ملی۔ لہذا عرض ہے کہ اس کے مطابق اندراج فرمائیں۔

ماہ مئی ۱۹۲۸ء کا چندہ بشرح ۱/۱۰ حصہ ۱۵ آج میں نے داخل کر دیا ہے جون ۱۹۲۸ء کا بھی انشاء اللہ اسی ماہ میں داخل کر دونگا اور انشاء اللہ ماہ بماہ بھیجتا رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ یہ چٹھی میں نے اس غرض سے شائع کی ہے۔ کہ تا دوسرے اس قسم کے موصی احباب بھی توجہ فرمائیں

دنیا کا حقیقی محسن

یعنی وہ تقریر جو ۱۷ جون کو

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں مجمع عام کے سامنے فرمائی

جس میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت بیش بہا احسانات اور عدیم المثال قربانیوں کا نہایت ہی مدلل۔ پاکیزہ اور اچھوتے طرز میں ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ دلائل و واقعات کی بنا پر ان تمام اعتراضوں کا بھی اصولی رنگ میں فیصلہ کر دیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی پاکیزہ سیرت پر کئے جاتے ہیں ؎

احباب کو چاہیئے کہ

اس نہایت ہی ضروری تقریر کو

اپنے اور بیگانوں میں کثرت سے تقسیم کریں!

قیمت فی نسخہ ۱؎ ایک روپیہ کے پانچ۔ اور تقسیم کرنیوالوں کو تقریباً لاگت پر یعنی چودہ ۱۴ روپے سینکڑہ کے حساب سے ملیگی ؎

نوٹ:۔ ایک روپے سے کم کا وی۔ پی نہ ہوگا ؎

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ایک نہایت باموقعہ زمین قابل فروخت ہے

محلہ دارالفضل غربی قادیان میں برلب سڑک فاروق منزل کے پہلو میں ایک قطعہ اراضی رقبہ ڈیڑھ کنال جس کے ایک گوشہ میں ایک چاہ آبنوشی بھی لگا ہوا ہے۔ قابل فروخت ہے۔ ایک طرف سڑک کلاں ہے۔ جو نور ہسپتال کے سامنے سے ہائی سکول اور کوٹھی نواب صاحب کو جاتی ہے۔ دوسری طرف کوچہ شارع عام ہے۔ شرقی جانب کی دیوار ہمسایہ کے ساتھ مشترکہ بنی ہوئی موجود ہے۔ موقع نہایت اعلیٰ ہے خواہشمند احباب میرے ساتھ خط و کتابت فرمائیں ؎

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

حب اٹھرا

۱۔ جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں ۲۔ جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں۔ ۳۔ جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ۴۔ جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو ۵۔ جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور رہتے ہوں ان کیلئے ان گودبھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ تین تولہ کیلئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت

سرمہ نور العین

اسکے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار جالا۔ ککرے۔ خارش ناخونہ پھولا ضعف چشم پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں سے بیدار پانی روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

لدھیانہ ۲۹ جولائی۔ ضلع لدھیانہ میں علاقہ جھپوڑہ کے ایک گاؤں سے ایک ہندو جاٹ کے گھر سے ایک بم اور پستول اور ایک بندوق برآمد ہوئی۔ اس ہفتہ چھ سات اشخاص کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے۔ اور ایک مزید پستول بارود کا ایک سلکہ اور ہمچو قسم دیگر سامان برآمد ہوچکا ہے۔ علاقہ میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے ٭

بمبئی ۳۱ جولائی۔ لنڈن کے مزدوروں کی لیگ نے ہڑتالیوں کی امداد کے لئے تین ہزار روپے بھیجے ہیں۔ ہڑتال کمیٹی سرمایہ فراہم کرنے کیلئے دوسرے ذرائع بھی اختیار کر رہی ہے اگر اس میں کامیابی ہوئی۔ تو ہڑتال تین ہفتہ تک اور جاری رکھی جاسکے گی ٭

پونا جمخانہ کے میدان میں یورپین عورتوں کی دو اور مردوں کی دو ٹیموں کے درمیان کرکٹ کا میچ ہوا۔ جس میں عورتوں نے دس "رنز" کے ساتھ مردوں کو شکست دی۔

راولپنڈی ۳۰ جولائی۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ شاہ افغانستان نے ایک سکیم سوچی ہے۔ جس سے ایک افغانی پارلیمنٹ قائم ہوجائے گی۔ اور اس کا نام دوئی جرگہ ہوگا۔ اس میں جملہ پارٹیوں کے نمائندے شامل ہونگے۔ یہ پارلیمنٹ افغانی جمہوریت کی دستور جرگہ کے مطابق افغانستان کی باضابطہ پارلیمنٹ ہوگی

کلکتہ ۳۰۔ جولائی۔ بنگال کی اچھوت جاتیوں کی ایک کانفرنس البرٹ ہال میں ہوئی جس وقت گورنمنٹ برطانیہ سے وفاداری کا اظہار کئے جانے کا ریزولیوشن پیش ہوا۔ تو اس وقت گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ اپر گیلری سے کسی نے کرسی پھینک دی۔ جو صدر کانفرنس کے سر پر پڑی۔ اور جس سے صدر کو سخت چوٹیں آئیں۔ کرسی پھینکنے والے کو لوگوں نے بہت بری طرح پیٹا۔ لیکن مسٹر بوس و دیگر اصحاب کی مداخلت سے وہ بچ گیا ٭

پونہ ۳۰۔ جولائی۔ دیوان بہادر ہری لال دیسائی وزیر بمبئی نے مسٹر رام چندر بھٹ کو مطلع کیا ہے کہ ان کی اضافہ مالیہ کی رقم داخل کرنے کی تجویز کو گورنمنٹ اس وقت منظور کرے گی۔ جبکہ وہ ضلع سورت کے ممبران کونسل کی معرفت پیش ہوگی۔ کیونکہ ان ممبروں کو باردولی کے جھگڑے کا تصفیہ سپرد کیا گیا ٭

پشاور ۳۰۔ جولائی۔ معاہدہ ایران و افغانستان جو تجارت کے متعلق ہوا ہے۔ اس کے مطابق چار ایرانی جو قالین سازی کے ماہر ہیں۔ پشاور آگئے۔ وہ کابل جارہے ہیں۔ ان کو شاہ افغانستان نے کابل میں اس صنعت کی تنظیم کے لئے بلایا ہے۔ تاکہ اس صنعت کو زیادہ نفع بخش بنایا جائے ٭

رنگون ۲۸۔ جولائی۔ پولیس نے تیئیس ڈاکوؤں کو بشمول ان کے رہنما کے گرفتار کیا۔ اور بہت کثیر مقدار میں چاول حاصل کئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ گرفتار کردہ اشخاص حال ہی میں چاول کے ہزاروں بوروں کے غائب ہوجانے کا باعث تھے ٭

شملہ ۳۱ جولائی مفصلہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہوگیا ہے۔ ملک معظم نے سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب کو صوبجات متحدہ آگرہ واودھ کی گورنری کے لئے منظور فرمایا ہے۔ گورنر پنجاب کی مجلس منتظمہ کے رکن آنریبل سر جافرے ڈی مونٹ مورنسی گورنر پنجاب مقرر ہوئے ہیں ٭
مسٹر الیگزنڈر لانگیگو سر جافرے کی جگہ مجلس منتظمہ کے رکن مقرر کئے گئے ہیں ٭

پچھلے ہفتہ ڈاکٹر ہرمندر سنگھ صاحب انچارج نے ایک دیہاتی لڑکی کے پیٹ میں سے ۱۸۔ فٹ لمبا کیڑا بزنگ سفید بذریعہ خاص جلاب نکالا۔ لڑکی کی عمر گیارہ بارہ سال بتائی جاتی ہے۔ اب لڑکی روبصحت ہے۔ ڈاکٹر کی رائے ہے۔ کہ یہ کیڑا اکثر موٹا گوشت اور ادھ پکا گوشت کھانے والوں کے پیٹ میں پیدا ہوجاتا ہے

پونہ۔ ۳۱ جولائی۔ امید ہے۔ کہ باردولی ستیہ آگرہ کے متعلق ایک دو دن کے اندر سمجھوتہ ہوجائیگا۔ اختلاف رائے اب صرف معمولی باتوں پر رہ گیا ہے۔ جن میں سے ایک مستعفی شدہ پٹواریوں اور پٹیلوں کی بحالی ہے۔ سورت کے ممبران کونسل گورنر سے ملنے والے ہیں ٭

کلکتہ ۳۱ جولائی۔ للوہ ورکشاپس کے ۱۱ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ کیونکہ وہ ان مراعات کا مطالبہ کرتے تھے۔ کہ جو انہیں حکام کی طرف سے دی گئی تھیں وہ خلاف قانون مجمع قرار دئے جانے تک ورکشاپوں میں رہے۔ ورکشاپیں پھر بند ہوگئی ہیں ٭

کلکتہ ۳۱۔ جولائی۔ انگلشمین کو معلوم ہوا ہے کہ یوروپین ریزرو فورس کے ۳۸۔ سارجنٹوں نے ملازمت چھوڑ دی ہے۔ اور ان کے علاوہ دس اور سارجنٹ مستعفی ہوگئے ہیں۔ انہوں نے ملازمت اس لئے چھوڑ دی ہے۔ کہ ان کی حق تلفی ہوئی ہے۔ گوروں میں اس سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

بمبئی ۳۱ جولائی سینتو اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے منیجنگ ڈائرکٹر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی خیانت مجرمانہ کرنے کے جرم میں دو سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے ٭

ممالک غیر کی خبریں

اخبار السیاست اور اخبار مجلا الشرق الادنیٰ کا بیان ہے۔ کہ عدن کی حکومت (انگریز) اپنی اس سختی کی پالیسی پر عمل پیرا رہے گی۔ جو اس نے امام یمن کے خلاف طے کی ہے۔ کیونکہ یہاں زبردست طیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور ہوائی جہاز روزانہ یمن کی سرزمین پر پرواز کرتے ہیں۔ اور لوگ عالم اضطراب اور پریشانی کی حالت میں ہیں ٭

معاصر "پائنیر" کا نامہ نگار خصوصی ۲۶۔ جولائی کو اطلاع دیتا ہے حکومت افغانستان نے یہ طے کر لیا ہے۔ کہ کابل اور مزار شریف کے درمیان ایک ہوائی ڈاک جاری کردی جائے۔ جو خطوط پارسل اور مسافروں کے نقل و حمل کا کام دیگی ٭ اس ڈاک میں خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی دوسری قوم کی شرکت نہیں۔ یعنی یہ خالص افغانی خدمت ہے،

موسیو کلیمنشو اور دیگر فرانسیسی انجینیر جو کابل گئے تھے۔ انھوں نے حال میں بادشاہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اور اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ افغانستان کے اندر ریل تعمیر کرنے کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہے ہیں ٭

رگبی ۳۰۔ جولائی۔ کل مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اپنی لڑکی کے ہمراہ دو ماہ کے لئے لنڈن سے کنیڈا کو روانہ ہوگئے ٭

قاہرہ ۳۰۔ جولائی۔ بادشاہ اور وزراء کی مطلق العنانی کے اعلان کے بعد سینٹ اور چیمبر کے ۲۰۰ ارکان وفد نے احکام حکومت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک جج کے مکان میں جلسہ منعقد کرکے ایک قرار داد کے ذریعہ سے اعلان کیا۔ کہ پارلیمنٹ بدستور قائم ہے۔ اور آئین ملک کے مطابق اجلاس کرنے کی مجاز ہے۔ ایک قرارداد کے روسے حکومت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا گیا۔ کیونکہ ۱۹ رجون کا فیصلہ آئین ملک کے خلاف بغاوت ہے۔ اس بات کا بھی اعلان کیا گیا۔ کہ موجودہ کابینہ وزارت نے اگر کوئی قانون نافذ کیا۔ اور غیر ملکی طاقتوں سے کسی قسم کا معاہدہ مرتب کیا۔ تو ایسا معاہدہ کالعدم اور منسوخ سمجھا جائیگا۔ ارکان مذکور نے اجلاس کو ۱۹۔ نومبر تک برخواست کر دیا ٭

اجلاس کے خاتمہ پر تمام ارکان پارلیمنٹ نے قراردادوں پر فرداً فرداً دستخط کئے۔ اور حلف اٹھائی۔ کہ آخری دم تک پارلیمنٹ کی حفاظت کرنے کو تیار رہیں گے۔ اور کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دیں گے ٭

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈائری

ڈلہوزی ۲۹ رجولائی ۱۹۲۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے کو لمبی دعا کے بعد رخصت کیا اور احباب دو تین میل انہیں الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ گئے۔ صوفی صاحب ہر ایک سے معانقہ اور مصافحہ کرتے باچشم تر رخصت ہوئے۔

بابو عنایت الٰہی صاحب احمدی سب پوسٹماسٹر ڈلہوزی نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اور حضور کے تمام خدام کو مکلف دعوت دی۔ حضور باوجود ناسازی طبع ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔

ڈلہوزی ۳۰ رجولائی ۱۹۲۸ء

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کے ڈلہوزی میں متواتر کئی سال سے آنے اور ہمارے خلاف غلط پراپیگنڈا کرنے کی وجہ سے اس موقعہ پر جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ یہاں تشریف رکھتے تھے۔ کئی ایک مسلمانوں نے اس خواہش کا اظہار کیا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین کے اختلاف کے متعلق حضور کے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر انہیں ۳۰ رجولائی بعد از عصر بلایا گیا۔ پچاس کے قریب مسلمان جو ڈلہوزی میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ تشریف لائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے برعایت وقت مختصر تقریر میں اول تو وہ حالات بیان فرمائے۔ جو غیر مبایعین کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کا باعث ہوئے۔ اور پھر ان غلط بیانیوں پر روشنی ڈالی۔ جو غیر مبایعین جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلانے کیلئے کرتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی بتایا۔ کہ خاتم النبیین کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا وہ عقیدہ نہیں۔ جو عام مسلمانوں کا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو خاتم النبیین کے منکر سمجھتے ہیں۔ نیز وہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ کیا وجہ ہے وہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ نہ ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اور نہ انہیں لڑکیاں دیتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے کی تحریک کی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جو مخالفت کی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ان لوگوں کی ہم سے جو بے جا عداوت اور دشمنی ہے اس کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا۔ ورنہ اس میں کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس کی کوئی سمجھدار مسلمان مخالفت کر سکتا۔ یہ ایسا مرکزی نقطہ ہے۔ جس پر تمام مسلمان متحد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کو مشترکہ اور متحدہ امور میں باوجود اختلاف عقائد ملکر کام کرنے کی ضرورت بتائی۔

تقریر نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔ ایک صاحب نے جو خلافت کمیٹی لاہور کے سیکرٹری بتائے گئے۔ تقریر کے بعد یہ سوال پیش کیا۔ کہ کیا احمدی میرے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا۔ نہیں پڑھ سکتے۔ اور دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی ایک دوسرے کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ جب صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے۔ کہ ہر فرقہ کے مسلمان اپنے اپنے عقائد پر قائم رہ کر متحدہ امور میں ملکر کام کریں۔ تو پھر اس سوال کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ صاحب بار بار گستاخانہ لہجہ میں یہی بات پیش کرتے رہے۔ جس پر کئی ایک غیر احمدی اصحاب نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور انہیں خموش رہنے کیلئے کہا۔

ڈلہوزی ۳۱ رجولائی ۱۹۲۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سیر کیلئے دیان کنڈ تشریف لے گئے۔ ڈاک کے خطوط اور دوسرے کاغذات وہاں ہی ملاحظہ فرمائے۔ اور شام کو واپس تشریف لائے۔

آریہ سماج کا ستیارتھ پرکاش سے انحراف

آریہ سماج دینا نگر کے جلسہ پر ۲۹ رجولائی ۱۹۲۸ء کو ۸ بجے صبح سے ایک بجہ دن تک "کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہے" کے مضمون پر جماعت احمدیہ اور آریہ سماج کا مباحثہ ہوا۔ اثنا مناظرہ میں پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے تین تحریریں اپنے دستخطوں سے ہمارے سپرد کیں۔ ان کی نقل بغرض اعلان عام شائع کی جاتی ہے۔ اصل تحریریں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

تحریر نمبر ۱

"آریہ سماج کی مسلمہ کتابیں صرف چار وید ہیں۔ اور کوئی کتاب آریہ سماج کی مسلم کتاب نہیں۔ دھرم بھکشو"

تحریر نمبر ۲

"میں اپنی بیوی کو نیوگ کی بیان کردہ شرائط کے مطابق پیش کرنے کو تیار ہوں۔ اگر ضرورت ہو۔ دھرم بھکشو"

تحریر نمبر ۳

"میرے نزدیک رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کا ترجمہ نہال سنگھ صاحب متوطن کرنال طبع کردہ سبھا سد آریہ سماج لاہور غلط اور غیر مستند ہے۔ دھرم بھکشو"

المعلن:۔ اللہ دتا جالندھری سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

نعت در شان محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(از جناب ماسٹر علی محمد صاحب صابر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

اے کہ تیری ذات ہے سرچشمۂ لطفِ عمیم
اے کہ تیری ذات اعلیٰ مظہرِ ربِ کریم

رازِ سربستہ کھلا ہستی سے تیری سربسر
ہے کہاں تک رفعتِ پروازِ انسانِ سلیم

تو نے ثابت کر دیا اعمالِ پاکیزہ سے خود
ہے کہاں تک وسعتِ الفاظِ قرآن کریم

نسلِ انساں کیلئے غم تو نے کھایا کس قدر
اس کو سمجھیگا وہی رکھتا ہے جو قلبِ سلیم

یک قلم ہدیاں ہوئیں کافور تیرے نفس سے
جو زمانے میں چلی آتی تھیں از عہدِ قدیم

تیرے قدسی نفس کی رفعت کو جانے غیر کیا
ہو گیا تھا خود مسلمان تیرا شیطان الرجیم

تیرے علم و فہم کے آگے زمانہ دنگ ہے
کیوں ثناخواں ہوں نہ تیرے اس جہاں کے سب حکیم

ملکِ دیں میں اس قدر دریا بہائے علم کے
محوِ حیرت ہو گئے جس سے زمانہ کے علیم

اسود و احمر ہوں یا ہوں مشرقی و مغربی
کون ہے جس پر نہیں تیری عنایاتِ عظیم

ابرِ رحمت تھا غریبوں اور یتیموں کیلئے
غیر ممکن ہے کہ پیدا تجھ سا ہو دُرِ یتیم

صنفِ نازک کیلئے تو بن گیا ابرِ کرم
کیوں نہ گن گائیں وہ تیرے صاحبِ لطفِ عمیم

دشمنوں پر رحم کرنا تو نے سکھلایا ہمیں
مرحبا صلِ علیٰ اے پیکرِ عفوِ عظیم

تیرے اخلاقِ حمیدہ نے مسخر کر لیا
تیرا دم بھرنے لگے سارے زمانہ کے زعیم

یہ ہے تیرا آستانہ اور یہ صابر کی جبیں
کر شفاعت بخشدے اسکو خداوندِ کریم

من نمی گویم کہ ہستی قادرِ مطلق خدا
ہاں مگر ہستی تو جاناں مظہرِ رب العلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ راگست ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

ہندو مہا سبھا کی افتراق انگیزیاں

سندھ کے تمام سنجیدہ اور ذی ہوش باشندوں نے عام اس سے کہ وہ پارسی ہوں۔ یا عیسائی۔ مسلمان ہوں۔ یا ہندو۔ متفقہ طور پر ایک میثاق قومی ترتیب دیا ہے۔ جس میں مسلمانوں نے اپنی نمایاں اکثریت کو نظر انداز کرتے ہوئے کئی ایک ایسی شرائط منظور کرلی ہیں۔ جو ہندوؤں کے مفید مطلب ہیں۔ اس کی رو سے مخلوط انتخاب کے علاوہ ہندو دس فیصدی زائد نیابت کے بھی حقدار ہیں۔ اور ملازمتوں وغیرہ میں مسلمانوں کے حقوق کا بھی کوئی تعین نہیں۔ مگر باایں ہمہ ہندو مہاسبھا اپنی قوم کو مشورہ دے رہی ہے۔ کہ اس میثاق کو مسترد کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں سندھ کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کے متعلق بھی ایک قرارداد منظور کی گئی ہے۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے وسط جولائی میں بمقام حیدرآباد ایک ہندو سمیلن منعقد کیا گیا۔ اور اس کی صدارت کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا گیا۔ جس کی زندگی ہی اس امر کی ضمانت ہے۔ کہ ہندو مسلمان کبھی بھی سر جوڑ کر نہیں بیٹھ سکتے۔ ڈاکٹر مونجے نے اپنے خطبۂ صدارت میں وہ تمام توقعات پوری کر دیں۔ جو ان کی ذات سے وابستہ تھیں۔ یا ہندو سمیلن کے انعقاد کا انتظام کرنے والوں کے مدنظر تھیں۔

سندھ کے مسلمان اور ہندو ابتدا ہی سے یہ مطالبہ کرتے چلے آئے ہیں۔ کہ سندھ کو ایک علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔ ۱۹۱۷ء میں سپیشل سندھ پراونشل کانفرنس کی طرف سے مسٹر مانٹیگو اور لارڈ چیمسفورڈ کے سامنے جو محضرنامہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف طور پر سندھ کو ایک مستقل صوبہ بنانے اور ایک جداگانہ عدالت عالیہ دیئے جانے کا مطالبہ موجود ہے اور اس صورت میں کہ حکومت اس مطالبہ کو منظور کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ اقل قلیل مطالبہ یہ تھا۔ کہ سندھ کی مطلق العنان کمشنری کو منسوخ کرکے اس کو بھی وہی حقوق دیئے جائیں۔ جو احاطۂ بمبئی کے دوسرے حصوں کو حاصل ہیں۔ مگر ڈاکٹر مونجے صاحب اپنے خطبہ صدارت میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"۱۹۲۰ء تک ہندو اور مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں متحد تھے۔ کہ سندھ کی کمشنری کو منسوخ کرکے صوبہ بمبئی کے ساتھ سندھ کے تعلق کو اور مضبوط کیا جائے۔ لیکن ۱۹۲۶ء میں مسٹر جناح نے مسلم مطالبات پیش کئے۔ اور کہا۔ کہ اگر سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تو مسلمان مشترک انتخاب کو منظور کریں گے!"

(بحوالہ الجمعیۃ ۲۲ جولائی)

اسلام کا بزور شمشیر و تلوار پھیلائے جانے اور موجودہ مسلمانوں کے آباؤ اجداد کا جبر سے اسلام میں داخل کئے جانے کے متعلق ڈاکٹر صاحب کے بیان کو اگر ان کی جہالت اور تاریخ اسلام سے عدم واقفیت کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ تو ان کی اس تحریف کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ جو انھوں نے ۱۹۱۷ء میں پیش آمدہ واقعات کے متعلق کی ہے۔ اور جسے دیکھنے اور سننے والے اس وقت بھی ہزاروں۔ لاکھوں انسان موجود ہیں۔ اہل سندھ ۱۹۱۷ء میں مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر سندھ کو مستقل صوبہ بنانے کے لئے حکومت تیار نہیں۔ تو کم از کم اسے دوسرے صوبوں کے ہمپایہ ہی کر دیا جائے۔ اور وہی حقوق عطا کر دئے جائیں۔ جو احاطہ بمبئی کے دوسرے صوبوں کو حاصل ہیں۔ مگر صرف دس سال بعد ڈاکٹر مونجے صاحب ان الفاظ کے یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ سندھ کا بمبئی سے الحاق تو باشندگان سندھ کا اصلی مقصد تھا جس کے لئے وہ مطالبہ کر رہے تھے۔ اس غلط بیانی اور تلبیس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا نے ہندو رہنماؤں کی ذہنیت اسقدر مسخ کر دی ہے۔ کہ اب انھیں برملا واقعات کی تلبیس سے بھی عار نہیں۔

اور سنئے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اتحاد اور دوستی قیمت ادا کرنے یا سودا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ واحد درست اصول یہ ہے۔ کہ کانسٹی ٹیوشن کو قوم پرستانہ اصول پر بنایا جائے۔ اور سودا کرنا یا چالبازی کرنا ترک کر دیا جائے۔"

ان الفاظ کے مطالعہ کے بعد اور اس زریں نصیحت اور واعظانہ کلام کے ہوتے ہوئے اس شخص کی حالت کس قدر قابل رحم ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب کی وطن پرستی اور فنافی القوم ہونے میں شک وشبہ کرے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ فرمایا۔ بجا فرمایا اتحاد اور دوستی واقعی قیمت ادا کرنے یا سودا کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے حصول کا بہترین ذریعہ اور زریں اصول جو ڈاکٹر صاحب اور ہندو مہاسبھا نے نہایت عرقریزی اور کمال غور وخوض کے بعد دریافت کیا ہے۔ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے جن حقوق پر ہندوؤں کا تسلط واقتدار ہے۔ اس کی واپسی کے لئے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے۔ جو حق تلفیاں مسلمانوں کی ہو رہی ہیں۔ ان کے متعلق کوئی آواز بلند نہ کی جائے۔ ملک میں مخلوط طریقۂ انتخاب کی ترویج کے لئے پوری پوری جدوجہد کی جائے۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کے متعلق ایک لفظ نہ کہا جائے۔ پنجاب میں قانون انتقال اراضی کے نفاذ کی پورے زور کے ساتھ مخالفت کی جائے۔ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کا نام نہ لیا جائے۔ اور مسلمان گاؤکشی کلیۃً ترک کرکے گئو ماتا کے سچے بھگت بن جائیں۔

یہی وہ "قوم پرستانہ" اصول ہے۔ جس پر چلکر اتحاد اور دوستی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر وطن پرستی کی منزل پر پہونچا جا سکتا ہے۔ اور جس سے ایک قدم ادھر ادھر ہٹتے ہی انسان چالبازی اور سوداگری کی مہلک سرحد میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہم حیران ہیں۔ کہ ان خیالات اور معتقدات کے ہوتے ہوئے ہندو کس منہ سے قوم پرستی کے دعوے کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں پر غداری۔ وطن فروشی۔ رجعت پسندی اور ملوکیت نوازی کے الزامات لگاتے ہوئے کیوں شرم محسوس نہیں کرتے۔

مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ان باتوں سے سبق حاصل کریں اور اس بات کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرلیں۔ کہ ہندو قیامت تک ان کے حقوق کی واپسی پر رضامند نہیں ہونگے۔ اس لئے ان کو حاصل کرنے کے لئے انھیں اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اور ہندوؤں سے دب کر کوئی معاہدہ یا میثاق نہیں کرنا چاہیئے۔ ابھی وقت ہے۔ کہ مسلمان اپنے مطالبات کو معقولیت کے ساتھ سائمن کمیشن کے پیش کرنے کا خاطر خواہ اور تسلی بخش انتظام کریں۔ کیونکہ یہی وہ طریقہ ہے۔ جو ان کے لئے کچھ فائدہ رساں ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہندوؤں سے کوئی توقع رکھنا قطعاً فضول ہے۔

ہم صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کو مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں۔ کہ انھوں نے سائمن کمیشن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنے جائز مطالبات اس کے پیش کرنے کا انتظام کیا ہے۔ دیگر صوبجات کے مسلمانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور کمیشن کے ذریعہ اپنے حقوق محفوظ کرنے کا خاطر خواہ بندوبست کرنا چاہیئے۔

"زمیندار" کی بدحواسیاں

بے جا تعصب اور بغض انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور حق کی مخالفت اور خدا کے برگزیدوں سے عناد انسان کو عقل سے عاری کر دیتا ہے۔ اخبار زمیندار (۱۲ر جولائی) نے جماعت احمدیہ کے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات والاصفات پر کمال دروغ بافی سے کام لیتے ہوئے جماعت کے چندہ کے کثیر حصہ سے "عشرت پرستی" کا ناپاک اتہام لگا کر اپنے خبث باطنی کا ثبوت دیا تھا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے تمام جماعت کے نمائندوں کے متواتر اور پیہم اصرار کے باوجود آج تک اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ بھی لینا منظور نہیں فرمایا۔ حالانکہ خلفائے راشدین بیت المال سے گذارہ لیتے رہے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ایسا کرنے سے کسی الزام کے مورد نہیں ہو سکتے۔ مگر چونکہ آپ کو خدا تعالےٰ نے روحانی مدارج کے ساتھ خاندانی ریاست بھی عطا فرمائی ہے۔ اس لئے حضورؑ اور آپ کا خاندان بجائے اپنی ذات کے لئے چندہ سے کچھ لینے کے ہمیشہ بیت المال کی مالی امداد فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر یہ اور اس قسم کے دوسرے معاندانہ اعتراضات کرنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ زمیندار کی عقل ماری گئی ہے۔ اور معقولیت اسے جواب دے چکی ہے۔ پہلے ایک بات لکھتا ہے۔ اور چند ہی سطریں تحریر کرنے کے بعد اس کی تردید کر دیتا ہے۔ زمیندار کی بدحواسیوں کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ اسی اخبار میں جس میں حضورؑ کی ذات پر اعتراض کیا تھا۔ پہلے تو لکھا ہے:۔

"قادیان میں رہنے والے تمام کے تمام خلیفہ صاحب کی آمدنی کے حصہ دار ہیں"

اور پھر تحریک چندہ خاص کے سلسلہ میں جو جلسہ ہوا تھا اس کی کیفیت درج کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ دروازے بند کر دئے گئے ہیں اور کوئی راہ فرار نہیں۔ تو انھوں نے دیواریں پھاند پھاند کر بھاگنا شروع کیا"

کیا مدیر زمیندار یہ سوچنے کی تکلیف گوارا کریگا۔ کہ جب "قادیان میں رہنے والے تمام کے تمام خلیفہ صاحب کی آمدنی کے حصہ دار ہیں" تو ان کو بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ لوگ جو بھاگ رہے تھے وہ "تمام کے تمام" کی ذیل میں نہ آتے تھے۔ جو "آمدنی کے حصہ دار ہیں" اور اگر آتے تھے۔ تو کیا حصہ دار اسی طرح دیواریں پھاند کر بھاگا کرتے ہیں۔

پھر زمیندار کے فضیلت مآب مدیر صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ جمعہ میں اعلان کیا گیا۔ کہ جمعہ کے بعد "خلیفہ صاحب کا ایک حکم جو ڈلہوزی سے آیا ہے۔ سنایا جائیگا"

یعنی خلیفہ صاحب ڈلہوزی میں ہیں۔ مگر دوسری طرف بھاگنے والوں کا ذکر کر کے لکھتا ہے۔ کہ

"صرف خلیفہ صاحب اور اُن کے متوسلین بیٹھے رہے"

اب بتائیے۔ زمیندار کی ایسی معقول تحریروں کا جواب بھلا کوئی کیا دے سکتا ہے۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔

اور سنئے۔ ۲۵ر جولائی کے پرچہ میں لکھا ہے:۔

"قادیان سے کسی صاحب نے جنھیں اپنا نام ظاہر کرنے میں تامل ہے۔ اطلاع دی ہے۔ کہ ایک شخص عبدالرحمٰن نامی کسی مہاجر کے گھر داخل ہو گیا۔ گھر میں مہاجر کی بیوی اکیلی تھی۔۔۔۔۔۔ صاحب خانہ نے قادیان کی خانہ ساز عدالت میں دعوےٰ کیا جس پر مہاجر کو چند ضرب بید کی سزا ملی۔ اور حکم ہوا۔ کہ چھ ماہ کے لئے قادیان میں داخل نہ ہوں"

اب زمیندار نے یہ لکھ تو دیا۔ اور سمجھا۔ کہ جماعت قادیان اس کا جواب ہرگز نہ دے سکے گی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ لکھتے وقت عقل و دانش کو بالکل رخصت کر دیا۔ اور اتنا بھی نہ سوچا کہ مہاجر کے گھر عبدالرحمان داخل ہوا۔ مہاجر نے دعوےٰ دائر کیا اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اسی کو چند ضرب بید کی سزا ملتی اور قادیان سے چھ ماہ کے لئے نکال دیا جاتا۔ افسوس ہے۔ زمیندار اپنے دروغگو نامہ نگاروں کی باتوں میں آکر جنھیں اپنا نام ظاہر کرنے میں بھی تامل ہے۔ اپنے وقار کو خاک میں ملا رہا ہے۔

زمیندار اپنی اس ژاژ خائی اور بدحواسیوں کے باوجود لکھتا ہے۔ کہ

"ہماری تو عین آرزو ہے۔ کہ جناب خلافت پناہی اور ان کے مخصوص راتبہ خوار ہمارے اعتراضات کے جواب پر متوجہ ہوں (زمیندار ۲۸ر جولائی)

کیا زمیندار بتلائیگا۔ کہ کس اعتراض کے جواب کی اسے "عین آرزو" ہے۔ بہرحال اس کی ڈھٹائی قابل داد ہے بجائے اس کے کہ اپنی فضول نویسی اور نامعقول تحریرات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا۔ ان کے جوابات کی آرزو رکھتا ہے۔ جو اس کی پردہ دری کے مترادف ہے۔

ایک اور بدحواسی

زمیندار ڈاکٹر محمد عالم صاحب بیرسٹر کی تعریف و توصیف اور قصیدہ خوانی میں ہمیشہ رطب اللسان رہتا ہے۔ اور فخر قوم۔ فدائے ملت اور اسی قسم کے دیگر خطابات کا استعمال آپ کے نام کے ساتھ نہایت فیاضی سے کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ۲۸ جولائی کے پرچہ میں بھی صفحہ ۴ پر جناب ظفر علی خاں کا ایک پیغام درج کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب موصوف کو "فدائے ملت" لکھا ہے مگر اسی اخبار کے صفحہ ۳ پر ملاپ کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ مسلم آوٹ لک نے سر شادی لال کے خلاف جو سلسلہ مضامین شروع کر رکھا ہے۔ اس میں "سوائے چند شوریدہ سروں کے جن کی زندگی کا انحصار ہے ہی ایجی ٹیشن پر کسی اور مسلمان نے اس کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی" لکھا ہے:۔

"ہم مہاشہ جی کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ تمام مسلمان سوائے ان مٹھی بھر قوم فروشوں کے جن کے لبوں پر نفسانیت نے مہر سکوت لگا رکھی ہے۔ اس بارہ میں متفق ہیں"

اخبار زمیندار کے فاضل مدیر غالباً اس امر سے تو ناواقف نہ ہونگے۔ کہ مسلم آوٹ لک کے ان مضامین کی ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے بڑے زور سے مذمت کی ہے۔ اور اس لئے وہ بقول زمیندار اُن مٹھی بھر قوم فروشوں کی فہرست میں ہیں۔ جن کے لبوں پر نفسانیت نے مہر سکوت لگا رکھی ہے"

پس زمیندار کا صفحہ ۳ پر تو ڈاکٹر صاحب کو بدترین قوم فروشوں کے زمرہ میں شمار کرنا۔ اور صفحہ ۴ پر آپ کو "فدائے ملت" لکھنا اس کی بدحواسی کی بدترین مثال نہیں تو اور کیا ہے۔

زمیندار اگر اپنی اس "عین آرزو" کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ کوئی معقول پسند انسان اس کی تحریروں کو درخور اعتنا سمجھے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ لکھتے وقت اپنے ہوش و حواس بجا رکھا کرے ورنہ عالم بے ہوشی میں تحریر شدہ باتوں پر کون دھیان دے سکتا ہے اگر زمیندار نے ہمارے اس مشورہ کو قبول نہ کیا۔ تو اس کی یہ حسرت کہ کوئی شریف آدمی اسے منہ لگائے۔ قیامت تک پوری نہ ہوگی۔

تبلیغ عیسائیت

لنڈن کی اس تبلیغی سوسائٹی کی رپورٹ ہے جس کے زیر انتظام ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کا کام ہو رہا ہے۔ کہ ہندوستان میں دو ہزار بچوں کو ہر ہفتہ اصطباغ دیا جاتا ہے۔ مگر اس سوسائٹی کے معتمد خارجہ فرماتے ہیں۔ کہ

"ان کے نزدیک تبلیغ عیسائیت کی یہ رفتار چنداں درخور اعتنا نہیں۔ اس لئے۔ کہ ہندوستان میں ہر ہفتہ دو ہزار سے زائد بچے پیدا ہوئے۔ اور ان میں سے تعداد کثیر غیر اصطباغ یافتہ رہ جاتی ہے"

(بحوالہ زمیندار ۔ ۲۸ - جولائی)

مسلمانوں کو عیسائی مبلغین کی کامیابی اور پھر ان کے ملند ارادوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے اسی ایثار قربانی۔ جوش و اخلاص اور ہمت مردانہ سے کام لینا چاہئے جو عیسائیت کی ترقی کا باعث ہیں۔

بکف چراغ دارد

باوجود اس تفصیل اور تشریح کے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک خواب کو مولوی محمد علی صاحب کی غلط طور پر پیش کرنے کے متعلق کی جاچکی ہے "پیغام صلح" نے بجائے ندامت اور شرمندگی محسوس کرنے کے لکھا ہے۔

"یہ الفاظ بہت پرانے سہی۔ بلکہ اگر آپ انہیں زمانہ جاہلیت کی تحریر قرار دیں۔ تو بھی ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے وجود سے تو آپ کو اور آپ کے خلافت مآب کو انکار نہیں"

بیشک ہمیں ان الفاظ سے تو انکار نہیں۔ لیکن اس بات سے انکار ہے۔ کہ ان کو سیاق سباق سے علیحدہ کرکے مولوی محمد علی صاحب نے جس مطلب کے لئے پیش کیا۔ اور جس کا اب صاف طور پر خود پیغام نے ذکر کیا ہے۔ اس کے وہ متحمل نہیں ہیں۔ "پیغام" نے ان الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"خطبہ میں حضرت امیر نے میاں محمود احمد صاحب کی اس تحریر کا ذکر کیا تھا جس میں میاں صاحب نے چند ناگفتہ بہ اعتراض کرنے والوں کو ڈانٹ بتائی تھی"

اگر پیغام کو اپنی اور اپنے امیر کی صداقت شعاری کا کچھ بھی پاس ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اس تحریر کے سیاق وسباق سے یہ ثابت کرے کہ اس میں ناگفتہ بہ اعتراض کرنے والوں کو ڈانٹ بتائی گئی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ وہاں آیت استخلاف کی تفسیر اور مسئلہ خلافت کی بحث ہے۔ اور مخاطب منکرین خلافت یعنی غیر مبایعین اور خاص کر ان کے اکابرین مولوی محمد علی صاحب وغیرہ ہیں۔ اگر یہ اعتراض جن کو "پیغام" اب "ناگفتہ بہ" قرار دے رہا ہے۔ اس کے "امیر ایدہ اللہ" اور دوسرے "بزرگان ملت" نے ۱۹۲۱ء میں کئے تھے۔ تب کہا جا سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو ڈانٹ بتائی۔ ورنہ نہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا پڑیگا۔ کہ جو اعتراض مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے کئے۔ وہ اس قدر تہذیب و شرافت سے گرے ہوئے تھے۔ کہ پیغام کے نزدیک بھی ناگفتہ بہ ہیں۔ کیا پیغام یہ بات تسلیم کرتا ہے۔

رہی یہ بات کہ ہمیں ان الفاظ کے وجود سے انکار نہیں یہ صحیح ہے۔ لیکن اس سے پیغام کو یہ حق کس طرح حاصل ہو گیا کہ سیاق وسباق کی پرواکئے بغیر ان کا جو مطلب چاہے نکال لے اور انہیں جہاں چاہے چسپاں کردے۔ پیغام کو اس بات سے انکار نہیں ہوگا۔ کہ قرآن کریم میں لاتقربوا الصلوٰۃ کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن کیا اگر کوئی اتنے ہی الفاظ لیکر یہ کہے۔ کہ قرآن میں آیا ہے۔ نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ تو وہ اس بات کو مان لیگا۔ اگر نہیں۔ تو کیوں۔ اسی لئے کہ ان کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ ان کا اصل مفہوم آگے پیچھے کی آیات کو ملانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہی بات ہم کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے زیر بحث خواب کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھکر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ تو کرو۔ یہ کہاں کی دیانتداری ہے۔ کہ ۱۹۲۱ء کے خواب کے متعلق یہ دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہ حال میں بیان کیا گیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی اس دھوکہ دہی کے مکمل طور پر الم نشرح ہو جانے کے بعد بھی پھر پیغام کا اس کو پیش کرنا اسے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بناتا ہے۔

۱۷ جون کے جلسوں کی شاندار کامیابی

اور

غیر مبایعین کی عبرتناک ناکامی

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۷ جون کو تمام ہندوستان میں جلسے کرکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے کی جب تحریک فرمائی۔ تو اول اول غیر مبایعین نے اس کی کامیابی کو ایک امر محال سمجھ کر مخالفت کی ضرورت نہ سمجھی۔ لیکن جوں جوں اسے قوت حاصل ہوتی گئی۔ اور ہندوستان کے ہر حصہ سے اور ہر طبقہ کے لوگ اس میں حصہ لینے لگے۔ غیر مبایعین نے بھی پر پرزے نکالنے شروع کردئے۔ اور آخر ۱۷ جون کے قریب تو عداوت اور دشمنی نے انہیں اس قدر بوکھلا دیا۔ کہ کھلم کھلا اس مبارک تحریک کو ناکام بنانے میں سر توڑ کوشش کرنے لگ گئے۔ انہیں مسلمان کہلا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوکر اور خدمت اسلام کے مدعی بن کر اتنا بھی خیال نہ آیا کہ جب ہندو سکھ۔ عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ بانئ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت کو پبلک کے سامنے پیش کرنا۔ اور آپ کے متعلق جو غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی تردید کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے ہر قسم کی مدد دے رہے ہیں۔ تو غیر مبایعین کے لئے اس تحریک کی مخالفت کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ اور ان جلسوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرنا جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ اور ارفع شان کے اظہار کے لئے منعقد ہونے والے تھے "انجمن اشاعت اسلام" کے بلند بانگ دعاوی کے کہاں تک مطابق ہے۔ مگر برا ہو کینہ توزی کا کہ ان لوگوں نے ایسی مبارک اور مفید تحریک کی مخالفت کرنے میں پورا پورا زور لگایا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف بدظنیاں اور غلط فہمیاں پیدا کرکے لوگوں کو مشتعل کیا۔ جلسوں میں شامل ہونے سے روکا۔ لیکن باوجود اس کے جب ان کو ہر طرح ناکامی حاصل ہوئی۔ تو ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ نہایت شاندار اور کامیاب جلسوں کے متعلق بغیر کسی ثبوت کے یہ لکھنا شروع کردیا۔ کہ ان کی فرضی رپورٹیں شائع کی جارہی ہیں۔ اور خواہ مخواہ انہیں کامیاب اور شاندار لکھا جارہا ہے۔ اس کے جواب میں ہم ایک مختصر نوٹ پہلے لکھ چکے ہیں۔ مگر غیر مبایعین کے سینہ میں جو یہ آگ لگی ہوئی ہے۔ ایسی نہیں ہے۔ کہ ایک آدھ چھینٹا سے بجھ جائے۔ اس لئے ۱۷ جولائی کے پرچہ میں پیغام نے پھر لکھا گیا ہے۔

"۱۷ جون کے جلسوں سے قادیانی احباب کی جو امیدیں وابستہ تھیں۔ وہ پوری نہ ہوسکیں۔ اور اس ناکامی نے جو اثر ان پر ڈالا وہ یہ ہے۔ کہ اب ہر معقول بات کا جواب ہاتھ کے ہاتھ غیر معقول تحریر فرما کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ مخاطب کو لاجواب کردیا"

ہماری امیدیں تو اس کے سوا کچھ نہ تھیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اور جن غلط فہمیوں میں وہ مبتلا ہیں۔ ان سے ان کو نکال کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم آپ کے اخلاق اور آپ کے احسانات کے قائل بنائیں۔ سو الحمد للہ اس میں ہمیں اس قدر شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ اور جلسے ایسے کامیاب ہوئے ہیں۔ کہ جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ معلوم نہیں پیغام کے نزدیک ہماری کونسی امیدیں تھیں۔ جو پوری نہیں ہوئیں۔ اور جن میں ہمیں ناکامی ہوئی ہے۔ صحیح بات تو یہ ہے۔ کہ اہل پیغام کو ان جلسوں کے خلاف جو امیدیں تھیں۔ وہ باوجود ان کی رات دن کی پوشیدہ اور ظاہرہ کوششوں کے اور باوجود بہت سا روپیہ برباد کرنے کے پوری نہیں ہوئیں۔ اور انہیں سخت ناکامی نصیب ہوئی ہے۔ اور اسی ناکامی کی پردہ پوشی کے لئے وہ ہماری طرف ناکامی کو منسوب کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ان جلسوں کی کامیابی کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔ اور ان کے مفید اثرات کا بڑے بڑے معزز اور تعلیم یافتہ غیر مسلم بھی اعتراف کر رہے ہیں۔

"پیغام" نے لاہور کے جلسہ کو ناکام ظاہر کرنے کی خاص طور پر کوشش کی ہے۔ اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے۔ کہ چھوٹے بڑے غیر مبایعین نے اس کی مخالفت میں حصہ لیا۔ اور ناکام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ لیکن ندامت اور شرمندگی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ ایسی حالت میں وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کے سوا ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کی دروغ گوئی اور غلط بیانی اس حد کو پہنچ چکی ہے۔ کہ اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ تاہم ایک معزز ہندو کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔

۱۷؍جولائی کے اخبار "انقلاب" میں جناب لالہ امرناتھ صاحب چوپڑہ ایڈوکیٹ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں ۱۷؍جون ۱۹۲۸ء کو ایک جلسہ میں جو حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری پر لیکچروں کے لئے موچی دروازہ کے باہر منعقد ہوا تھا۔ شامل ہوا۔ میں نے ایک مختصر سی تقریر بھی اس موقع پر کی۔ وہاں ہندو مسلمان اصحاب نے متفقہ طور پر شامل ہو کر حضرت محمد صاحب کے اوصاف بیان کئے۔ اور تقریریں کیں۔ جس کا بہت اچھا اثر سامعین پر ہوا۔ اس جلسہ کی کامیابی سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر دیگر مذاہب کے لوگ بھی اپنے اپنے بزرگوں اور ہادیوں کے اوصاف بیان کرنے کے لئے اس قسم کے جلسوں کا انتظام کریں۔ تو ہندوستان میں رہنے والے مختلف مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کے بزرگوں کی تعلیم کو سمجھ کر محبت کرنے لگیں گے۔"

یہ ایک معزز ہندو صاحب کے الفاظ ہیں۔ جو لاہور کے ۱۷؍جون کے جلسہ کی کامیابی سے ایسے متاثر ہوئے ہیں۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی اپنے ہادیوں کے متعلق اسی قسم کے جلسوں کی تحریک کر رہے ہیں۔ لیکن غیر مبایعین کو ان تقریروں کا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ہندو مسلمانوں نے کیں۔ نہ صرف کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ بلکہ جلسہ کی کامیابی بھی دکھائی نہیں دی۔ اس کی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کی آنکھوں پر عداوت اور کینہ کی ایسی چربی چھائی ہوئی ہے۔ جو انہیں اچھی سے اچھی بات بھی دیکھنے نہیں دیتی۔

ذیل میں چند ایک اور شہادتیں اس بات کے متعلق پیش کی جاتی ہیں۔ کہ ۱۷؍جون کے جلسے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام ہندوستان میں کس قدر کامیاب ہوئے۔

بنگلور کا اخبار "الکلام" لکھتا ہے:۔

"۱۷؍جون کی شب کے ½۹ بجے معسکر بنگلور کے مشہور ہمدرد قوم جناب یجمان محمد علی صاحب کے ہال میں جناب غلام قادر صاحب شرق سکرٹری انجمن احمدیہ بنگلور کے زیر اہتمام ایک **عظیم الشان مقدس جلسہ** بصدارت عالی جناب مولوی مفتی عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ عزیزیہ منایا گیا۔"

گورکھپور کا اخبار "مشرق" اپنے ۲۱؍جون کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہیگی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہاں سردار کون ومکان محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقہ نے کیا۔ اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی۔ کہ اول درجہ پر ہمارا شہر رہے۔"

یہی اخبار پھر لکھتا ہے:۔

"۱۷؍جون کے جلسوں کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ وسنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے۔ تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔"

مراد آباد سے ایک معزز غیر احمدی لکھتے ہیں۔

"الحمد للہ مراد آباد میں ۱۷؍جون بوقت ½۷ بجے شام ایک عظیم الشان جلسہ بمقام شوکت باغ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ خلاف توقع نہایت کامیاب ہوا۔ شہر کے اکثر عمائد و رؤسا نے بخوشی شرکت کی۔"

معاصر مخبر اودھ نے اپنے ۲۶؍جون کے پرچہ میں ایک طویل مضمون اس تحریک کے مفید ہونے پر لکھا جس میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ

"۱۷؍جون کو ہندوستان کے مشہور مقامات پر جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام شاندار جلسے ہوئے۔"

ایک بنگالی اخبار "سلطان" اپنے ۲۱؍جون کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"جماعت احمدیہ نے ۱۷؍جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے۔ ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے۔ اور یہ تو ایک حقیقت ہے۔ کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے۔ کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز طاقتور ہو رہی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر رہی ہے۔ ہم خود بھی ان کی طاقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔"

معاصر کشمیری لاہور ۲۸؍جون لکھتا ہے:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح کی یہ تجویز کہ ۱۷؍جون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں۔ باوجود اختلافات عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوئی۔ بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جو غیر مسلم اصحاب نے ۱۷؍جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لیکر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ۱۷؍جون کی شام کیسی مبارک شام تھی۔ کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بیک وقت ویک ساعت ہمارے برگزیدہ رسولؐ کی حیات اقدس ان کی عظمت ان کے احسانات واخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے۔ تو مذہبی تنازعات و فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔"

۱۷؍جون کے جلسوں کے متعلق بکثرت آراء میں سے یہ چند ایک ہیں۔ اور ایسے اصحاب کی ہیں۔ جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیا ان تحریروں کو پڑھ کر کوئی سمجھدار انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ۱۷؍جون کے جلسوں کی تحریک کامیاب نہیں ہوئی۔ سارا ہندوستان اس کی کامیابی کا اعتراف کر رہا ہے۔ لیکن غیر مبایعین کو سوائے ناکامی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ ہمارے متعلق بغض اور کینہ میں اتنی ترقی کر گئے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور توقیر کی بھی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ جن لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہو۔ ان کی باتوں پر اعتبار کرنے کے لئے کوئی سمجھدار انسان تیار نہیں ہو سکتا۔

ہندو بیوائیں

آریہ معاصر ملاپ (۲۹؍جولائی) لکھتا ہے۔ کہ ملک کے اندر ایک سال کی عمر کی ۶۱۲ ایک اور دو سال کی درمیانی عمر کی ۱۲۸۰۔ دو اور تین سال کی درمیانی عمر کی ۲۸۶۳ تین اور چار سال کی درمیانی عمر کی ۶۷۵۸ اور چار اور پانچ سال کی درمیانی عمر کی ۱۲۰۱۱ بیوائیں ہیں۔"

آریہ سماج کو نکاح بیوگان کا پرچار نہایت شدومد سے کرنا چاہیئے۔ جب وقت سوامی دیانند جی کے احکام کی پیروی کا خیال بھی ہندوستان کی اخلاقی اور تمدنی تباہی کا موجب ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

قد:- میانہ قد سے ذرا نکلتا ہوا۔ جسم خوش اندام اور گٹھا ہوا۔ جسامت میں معتدل ؛

رُعب:- آپکو دیکھکر عظمت اور ادب پیدا ہوتا تھا۔ بدن نہایت جاذب زیب تھا

سر:- بڑا اور خوبصورت۔ بال سیدھے۔ لیکن ذرا لہردار کان کی نوک تک سر میں تیل ڈالا کرتے تھے۔ کنگھا کرتے تھے۔ مانگ درمیان میں رکھتے تھے اور زینت کرکے آئینہ دیکھا کرتے تھے ؛

چہرہ:- چودھویں کے چاند کیطرح۔ چمکدار۔ سفید رنگ جس میں سُرخی دمکتی تھی۔ کشادہ رو۔ خوش خو۔ سنجیدہ ؛

پیشانی:- فراخ و بلند۔ ابرو خمدار۔ بالوں سے پُر۔ پیوستہ نہ تھے۔ دونو کے درمیان ایک رگ تھی۔ جو جلال کے وقت نمایاں ہوجاتی تھی۔ **ناک** اونچی اور قدرے لمبی **ریش مُبارک** بھری ہوئی اور سیاہ فوت ہوتے وقت سر اور داڑھی میں ۱۷ سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔

رخسار سبک۔ **دہن** فراخ۔ **دانت** چمکدار باریک۔ جب تبسم فرماتے تو بجلی کی طرح چمکتے نظر آتے تھے۔ اُحد کی لڑائی میں ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔ **آنکھیں** سیاہ بڑی بڑی سرمگیں۔ اُمیں ڈورے تھے پلکیں لمبی تھیں

گردن:- تصویر کی گردن کی طرح۔ صفائی میں چاندی کی مانند ؛

سینہ اور شکم:- سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ سینہ اور شکم ہموار بلکہ سینہ قدرے اُبھرا ہوا۔ اور خوب چوڑا۔ چوڑے شانے ؛

پشت اور مہر نبوت:- دونو بازو اور شانوں پر قدرے بال پشت پر دونو شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ یہ ایک سُرخ سیاہی مائل اُبھرا ہوا مسّہ تھا۔ جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔ اور گول گھنڈی کی مانند شکل میں تھا۔ اس پر کچھ بال تھے۔ اور گرداگرد اسکے تِل تھے (یہ علامت اہل کتاب کی روایات میں آپؐ کے حلیہ کے متعلق بطور نشان کے موجود تھی) ؛

کلائی:- دراز۔ ہتھیلی فربہ گوشت سے پُر اور نرم۔ انگلیاں لمبی ؛

جوڑ:- تمام جوڑ مضبوط اور چوڑے۔ تمام ہڈیاں بھی بھاری اور چوڑی تھیں ؛

پنڈلیاں:- پُر گوشت اور سخت ؛

پیر:- قدم ہموار اور صاف اور بھرے ہوئے کشادہ۔ تلوے گہرے راتوں کو عبادت میں کھڑے کھڑے پیر سُوج جایا کرتے تھے ؛

چال:- سبک اور تیز رو۔ گویا بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ رفتار میں کوئی آپؐ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ بے تکلفی سے تیز چلتے تھے ؛

کلام:- شیریں کلام۔ واضح بیان۔ بلا ضرورت نہ بولتے تھے۔ نرم گو تھے اکثر خاموش رہتے جب بولتے تو الفاظ علیحدہ علیحدہ اور صاف صاف واضح ہوتے تھے۔ کلام مختصر اور جامع اور فصیح و بلیغ اور موثر کرتے۔ چلا کر نہ بولتے تھے۔ بات کرنے میں اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے ملنے والوں سے مزاج پرسی کرتے۔ لوگوں کو پہلے سلام کرتے۔ کسی کا عیب بیان نہ کرتے۔ نہ کسی کا عیب تلاش کرتے نہ ناجائز مدح کرتے تھے کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ کبھی منہ سے کوئی فحش کلام نہیں نکلا ؛

مزاج:- نرم مزاج تھے۔ کبھی کسی مخاطب کی حقارت نہ کرتے تھے نہ کبھی نعمت کی مذمت کرتے تھے۔ مزاح بھی کرلیا کرتے تھے۔ مگر اس میں بھی جھوٹ نہ ہوتا تھا ؛

قوت:- بہت طاقتور انسان تھے۔ آن تھک قوی تھے۔ عرب کے مشہور پہلوان ابو رکانہ کو تین دفعہ پے در پے کشتی میں پچھاڑا۔ باوجود اس کے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی خادم کسی عورت کو نہیں مارا۔ نہ جنگ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ قوت رجولیت ۴۰ آدمیوں کے برابر عطا ہوئی تھی ۲۵ سال تک عملی اور اصلی برہمچریہ کا نمونہ دکھایا روائت ہے۔ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ اپنی شہوت پر قابو رکھنے والے شخص تھے ؛

خوشبو:- نہائت پسند تھی۔ اور ہمیشہ استعمال فرماتے تھے ؛

صفائی:- بہت محبوب تھی دانت اور بدن اور لباس نہایت صاف رکھتے تھے۔ اور دوسروں کو اسکا حکم کرتے تھے۔ بدبو اور گندگی سے سخت نفرت تھی ؛

ہنسنا:- جب کسی کو ملتے تو تبسم اور کشادہ روئی سے ملتے تھے۔ خوش مزاجی میں سب سے بڑھکر تھے۔ قہقہہ نہ مارتے تھے۔ بلکہ مسکراتے تھے ؛

غصہ:- اپنے نفس کے لئے غضب نہ کرتے تھے۔ غصہ صرف امر حق کی مخالفت کے وقت آتا تھا۔ اور کبھی اتنا نہ آتا۔ کہ بے قابو ہو جاتے غصہ میں بھی ہمیشہ حق ہی فرماتے تھے ؛

رونا:- کبھی کبھی رقت قلب اور دوسروں پر شفقت اور رحمدلی کی وجہ سے یا خدا کا کلام سُنکر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے تھے

سونا:- کم سوتے تھے۔ اور بہت ہشیار سوتے تھے۔ خراٹے بھی لے لیا کرتے تھے۔ بستر کمبل اور بوریے کا تھا۔ یا ایسی چٹائی پر سوتے تھے کہ اس کے نشان بدن پر پڑجاتے تھے ؛

گھر کے تقسیم اوقات:- تین حصوں میں وقت تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ اللہ تعالٰے کی عبادت کے لئے۔ ایک گھر والوں کے حقوق ادا کرنیکے لئے۔ اور ایک اپنے آرام کے لئے۔ اس حصہ میں سے بھی لوگ وقت لے لیتے تھے۔ جب کوئی آپ کے پاس ملنے جاتا۔ تو اُسے کچھ نہ کچھ کھلادیا کرتے تھے ؛

کھانا:- ہمیشہ ہلکے پیٹ کھاتے تھے۔ کھانے میں بلکہ کسی بات میں تکلف نہ تھا۔ کثرت سے روزے رکھتے۔ کھانے کا عیب اور نقص کبھی نہ بیان کرتے سہارا لگاکر نہ کھاتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں۔ اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں۔ کبھی تین روز متواتر روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ ہر طیب اور پاکیزہ چیز کھالیتے تھے ؛

مجلس:- اٹھتے بیٹھتے بلکہ ہر حرکت اور سکون کے وقت اللہ کا ذکر کرتے اور استغفار کرتے رہتے تھے۔ مسجد میں کوئی معین جگہ بیٹھنے کی نہ تھی آپکی مجلس حلم و علم حیا صبر اور امانت کا نمونہ ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں۔ نہ کسی کو ذلیل کیا جاتا تھا نہ کسی کی پردہ دری ہوتی تھی مقرب صحابہ اسطرح بیٹھتے تھے۔ گویا انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ کسی کے کلام کی آپ کی مجلس میں بیقدری نہ کی جاتی تھی۔ جس بات پر سب ہنستے آپؐ بھی تبسم فرماتے۔ اور جس بات پر سب تعجب کرتے۔ آپ بھی کرتے۔ پردیسیوں اور جنگلیوں کی بے تمیز گفتگو پر تحمل فرماتے۔ کبھی مجلس میں پیر پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ اور نہ آنکھ کے اشارہ سے بات کرتے کبھی پہلو کی چیز کو دیکھنا چاہتے۔ تو پورے پھر کر دیکھتے تھے۔ یعنی کن انکھیوں سے نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح کسی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھنے کی عادت نہ تھی۔ اکثر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی سوچ میں ہیں ؛

صحت اور مرض الموت:- صحت آپؐ کی بالعموم اچھی رہتی تھی۔ بیمار بہت کم ہوتے تھے۔ جہاں تک میں علامات اور حالات کو معلوم کرکے نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ غالباً آپؐ کی وفات **ٹائفائڈ** یعنی **محرقہ میعادی** سے ہوئی۔ جسے ہندوستان میں **موتی جھرا** اور پنجاب میں **نوری** کہتے ہیں واللہ اعلم

صحابہؓ کی رائے آپکے جمال کی بابت

براؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت سے زیادہ کوئی حسین جمیل نہیں دیکھا

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ میں نے ساری عمر آنحضرتؐ سے زیادہ خوبصورت کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپکا چہرہ سورج کی طرح نورانی تھا۔ اور جب آپؐ ہنستے۔ تو دیوار و پر چمک معلوم ہوتی تھی ؛

جابرؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت کا چہرہ مُبارک چاند کی طرح نورانی تھا۔ اور آپؐ جس گلی کوچہ سے نکل جاتے تھے۔ وہ معطر ہوجاتا تھا ؛

ام معبدؓ صحابیہ کہتی ہیں۔ کہ آپؐ دور سے دیکھنے میں سب سے زیادہ خوش اندام معلوم ہوتے اور پاس سے دیکھنے میں سب سے زیادہ حسین۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ جو آپکو پہلے پہل دیکھتا۔ تو مرعوب ہوجاتا۔ اور جو ملتا جلتا رہتا۔ وہ آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے نہ آپ کی زندگی میں نہ آپکے بعد کسی کو ایسا حسین وجمیل دیکھا ؛

انسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرتؐ کے بدن کی خوشبو سے زیادہ نہ کبھی مشک میں خوشبو پائی نہ عنبر میں۔ نہ کسی اور چیز میں۔ اگر آپ کسی سے مصافحہ کرتے۔ تو تمام دن اس شخص کو آپکے مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور اگر کسی بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو خوشبو کے سبب وہ اور لڑکوں میں پہچانا جاتا ؛

غرض حسن وجمال کا یہ عالم تھا۔ کہ خود بھی جب کبھی آئینہ دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے **اللھم کما احسنت خلقی فاحسن خُلقی** یعنی اے اللہ جس طرح تو نے مجھے جسمانی طور پر حسین بنایا۔ اسی طرح تو میرے اخلاق بھی نہائت پسندیدہ بنا دے ؛

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صلعم مقام محمود میں

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

آیت مرقومہ بالا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلعم کو ایک بشارت دی گئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو مقام محمود میں کھڑا کریگا۔ اور مقام محمود ایسا مقام ہے۔ جو صفت محمودیت سے متصف ہونے سے اس بات کو کھلے طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اس میں مبعوث ہونے والا بھی صفت محمودیت سے متصف ہوگا۔ آنحضرت کا اسم محمد سے موسوم ہونا خالی از اسم کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ آپ کامل فطرت اور کامل اخلاق حسنہ اور کامل ایثار اور کامل محسنانہ شان کے لحاظ سے واقعی طور پر اسم بامسمیٰ محمد تھے۔ اور محمد ہی ثابت بھی ہوئے۔

لیکن افسوس کہ مادی دنیا کے تاریک اور محجوب فرزندوں نے ہزار ہا تاریکی کے پردوں میں محجوب ہونے کی وجہ سے محمدیت کے آفتاب عالمتاب کے نورانی جلووں کو ہمیشہ سے تاریک نگاہوں سے دیکھنا اپنی عادت بنا لیا۔ اور جہاں تک ہو سکا انہوں نے اپنی سرتوڑ کوششوں اور ناجائز سے ناجائز اور ناپاک سے ناپاک حیلوں سے اس ناپاک مقصد میں کامیابی کا منہ دیکھنا پسند کیا۔ کہ خدا کا محمد دنیا کی نظروں میں مذمم اور خدا کا محمود کسی طرح مذموم ثابت ہو۔

دنیا کی مختلف قوموں نے مختلف زمانوں اور مکانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور آپ کی ذات ستودہ صفات پر پردہ ڈالنے کیلئے انتہا درجہ کی کوشش کی۔ لیکن خدا کے وعدہ کے مطابق آپ کی محمدیت اور محمودیت کا آفتاب اپنی تیز شعاعوں سے ان سب تاریکی کے حجابوں کو چاک کرتا ہوا صداقت اور حقیقت کے فرزندوں کی نگہ میں محبوبیت کے ساتھ جلوہ نما ہوا۔

دور حاضرہ کے قریب کے ایام میں رنگیلا رسالا اور وچیتر جیون، اور رسالہ "ورتمان" کے متعفن اور تاریک مضامین کہ جن کی عفونت سے لاکھوں دماغ پریشان اور ہندوستان کی فضا سخت خراب اور مکدر ہو گئی۔ یہ اسی پرانے کوبرہ کی زہریلی پھنکار تھی۔ جس نے نسل آدم کی ایڑی کو ڈسنا اپنا بہترین نصب العین تصور کیا ہوا ہے۔

رسائل مذکورہ کے مضامین اور ان کی غرض و غائت بجز اس کے کیا تھی۔ کہ محمد محمد نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ مذمم ہے اور صاحب مقام محمود نہیں بلکہ (نعوذ باللہ) مذموم ہے۔ لیکن خدا نے چاہا کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق اپنے محبوب کیلئے اپنی غیرتمندانہ شان کا جلوہ دکھائے۔ اور دنیا پر ثابت کردے کہ محمد کسی مذمم کی مذموم کوششوں سے مذمم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی صاحب مقام محمود کسی مذموم کے کہنے سے محمود سے مذموم بن سکتا ہے جیسے ہر تاریکی کے دور کیلئے بطور تدارک و تلافی روشنی کا دور نمودار ہو جاتا ہے۔ اور ہر زہریلی ہوا کے بعد تریاقی ہوا علاج کیلئے پیدا کی جاتی ہے۔ اسی طرح خدا نے اپنے محمد اور محمود بندہ کی محمدیت اور محمودیت کا جلوہ دکھانے کیلئے اپنے ایک محمود بندہ کو بغرض تحریک منتخب فرمایا۔ اور ۱۷ ارجون کا دن صاحب مقام محمود کی محمودیت اور محمدیت کی نئی تجلی کیلئے اس دور جدید میں تاریخی واقعہ کی صورت میں بہترین یادگار کے طور پر مقرر ہوا۔

۱۷ ارجون کا دن کیا تھا۔ وہ محمد رسول اللہ کی محمدیت اور صاحب مقام محمود کی محمودیت کا عظیم الشان جلوہ گاہ تھا جس سے ہندوستان کی فضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پر محامد اور پر محاسن واقعات کے تذکروں سے گونج اٹھی۔ اور ہندوستان اپنے مشرق سے مغرب اور اپنے شمال سے جنوب تک آپ کی بے شمار تعریفوں اور توصیفوں کے اذکار پر انوار سے دم بھر میں بقعۂ نور بن گیا۔

۱۷ ارجون کے جلسوں نے ثابت کردیا کہ محمد واقعی محمد ہیں نہ مذمم اور صاحب مقام محمود واقعی محمود ہیں نہ مذموم

۱۷ ارجون کا دن اپنی برکات کے لحاظ سے ایک عظیم الشان تاریخی واقعہ کی زندہ مثال قائم ہوئی۔

۱۷ ارجون کی برکات نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو اتفاق اور اتحاد کی ایک سٹیج پر جمع کردیا۔

۱۷ ارجون کی برکات نے ہزاروں سینوں کو مرہم کیلئے بغضوں اور کینوں کی کدورت سے دم بھر میں پاک اور صاف کردیا

۱۷ ارجون کی برکات نے مسلم اور غیر مسلم قوموں پر جہاں یہ ثابت کردیا۔ کہ محمد صلعم اپنے بے شمار محامد اور محاسن سے واقعی محمد اور صاحب مقام محمود ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت کردیا کہ مسلمانوں کے باہمی بغض و عناد کو دور کرنے اور ان کے باہمی اتفاق اور اتحاد کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن بیان کرنے کیلئے جلسے کرنا کس قدر مفید اور بابرکت کام ہے

۱۷ ارجون کی برکات نے نہ صرف اسلامی فرقوں کو آپس میں متحد کیا۔ بلکہ غیر مسلموں سے بھی شریف اور انصاف پسند فطرت کے لوگوں کو مسلمانوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔

۱۷ ارجون کی برکات نے نہ صرف مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کے بیان کرنے سے رطب اللسان کیا بلکہ منصف مزاج ہندوؤں کو بھی اس چاشنی سے لطف اندوز کیا

۱۷ ارجون کی برکات نے جہاں بہت سے اہل اسلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن اور آپکی صفات کاملہ سے باخبر کیا۔ وہاں غیر مسلم لوگوں پر بھی ثابت کردیا۔ کہ مسلمانوں کا نبی اور رسول محمد مصطفےٰ کس شان اور کس مرتبہ کا انسان ہے

۱۷ ارجون کے دن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سچے مدعیوں اور جھوٹے مدعیوں اور مخلصوں اور منافقوں میں بھی خوب فرق کرکے دکھلادیا۔

۱۷ ارجون کا دن ان لوگوں کے لئے واقعی برکات اور رحمت کا دن تھا جنہوں نے حضرت رحمۃ للعالمین کے وقائع محامد و محاسن کے بیان کرنے میں حصہ لیا۔ یا اس مجلس محامد میں حاضر ہوکر جلسہ کو رونق دی

۱۷ ارجون کا دن ان لوگوں کے لئے واقعی باعث حسرت ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کے بیان کرنے کی طاقت رکھنے باوجود محض اپنی نفسانیت کی وجہ سے اس دولت سعادت سے محروم رہے۔ یا جلسہ میں شریک ہونے میں عمداً حصہ نہ لیا۔ یا جلسہ میں حاضر ہونے والوں کو روکا۔ یا اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ جلسوں کے انعقاد اور جلسہ کی شراکت کیلئے مزاحمت کی۔ اور زیادہ تر افسوس اس لئے کہ مسلمان کہلا کر ایسا کام کیا۔ جس کیلئے ہندو عیسائی اور سکھ وغیرہ غیر قوموں سے بھی کوئی کھڑا نہ ہوا۔

کیا ۱۷ ارجون کے جلسوں نے ایسے منافقوں کے نفاق کا بھانڈا نہیں پھوڑ دیا۔ کاش وہ سمجھیں

یہ نظارا کس قدر ایک سچے مسلم کے دل کو دکھ دینے والا ہوا ہوگا۔ جبکہ اس کے سامنے ایک ہندو اسلامی جلسہ میں شریک ہوکر مسلمانوں کے دوش بدوش آنحضرت صلعم کے محامد اور محاسن بیان کرنے والا۔ اور ایک مسلمان اسلامی جلسہ میں شرکت کی محرومی کے علاوہ دوسروں کو بھی جلسہ میں شریک ہونے سے روکنے کیلئے سارا زور اور ساری کوشش کرنیوالا پایا گیا۔ ربنا ارحم ربنا ارحم

آخر میں ۱۷ ارجون کے بابرکت جلسوں کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکریہ کے بعد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ بہت بڑے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی ہمت عالیہ اور مساعی جمیلہ سے آنحضرت صلعم کے کمالات فاضلہ اور اوصاف کاملہ اور اخلاق فاضلہ کی شان ظاہر کرنے کیلئے ۱۷ ارجون کے جلسوں کے انعقاد کیلئے زبردست تحریک فرمائی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور آپ کے احسانات اور آپکی قربانیوں کے تذکرے اس خوبی اور کمال کے ساتھ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں گوش گذار کرائے۔ کہ جس سے ہندوستان ۱۷ ارجون کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کیلئے جلوہ گاہ بن گیا ؛

پس ہماری دعا ہے۔ کہ خدا کے محمود بندہ کا دور خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کے تذکروں سے ساری دنیا کیلئے مقام محمود بنا رہے۔ اور عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کی بشارت کا ظہور ہمیشہ کیلئے تازہ رہے ؛

خاکسار غلام رسول راجیکی از سرگودھا

بہائیّت اور تقیّہ

لیڈران بہائیت کے حالات معلوم کرنے پر میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بہائیت اور تقیہ لازم و ملزوم ہیں۔ عجیب بات ہے۔ کہ خود بانیانِ بہائیت بھی تعلیمات بہائیت پر عمل پیرا نہ ہوئے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ خود بہاء اللہ کسی کے سامنے اپنی تعلیم نہیں پیش کرتا تھا۔ اور شاذ و نادر ہی اپنے گھر سے نکلتا وہ درحقیقت کسی قید خانہ میں نہ تھا۔ جیسا کہ اس کی بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اگر تمام شہر عکہ کو قید خانہ قرار دیا جائے تو اور بات ہے۔

پھر عبد البہاء جس کا اصل نام عباس افندی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتا تھا۔ عیدین اور جمعہ باقاعدہ مسجد میں آکر ادا کیا کرتا۔ اگر کسی بہائی کو میرے اس بیان میں شک ہو۔ تو اس وقت میں یہاں سے مسلم اور مسیحی دوستوں کی تحریری شہادتیں لے کر پیش کر سکتا ہوں۔

یہاں کے لوگ شریعت بہائیہ سے قطعاً ناواقف ہیں۔ ایک مسیحی دوست جمیل آفندی بہیجی سے جو رسالہ الزہراء کے ایڈیٹر بھی ہیں (انہوں نے عباس آفندی کی وفات پر ایک ٹریکٹ بھی شائع کیا تھا) گفتگو ہونے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ کتاب الاقدس کا نام بھی نہیں جانتے۔ جب میں نے اُسے کتاب الاقدس سے احکام سنائے۔ تو وہ حیران ہوا۔ اور پھر اُس نے کہا۔ کہ ترکوں کی حکومت کے زمانہ میں تو قطعاً کسی بات کا ذکر نہ کرتے۔ اور نہ ہی کسی کو یہ معلوم تھا۔ کہ ان کا دین اَور ہے۔ بلکہ سب مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ دوست احسان سامی حقی شامی کے والد صاحب بھی عباس آفندی کے دوست تھے۔ وہ بھی ان کو مسلم ہی خیال کرتے تھے۔ پس وُہ کیا دین اور کیا تعلیم ہوئی۔ جس کے نازل کرنے والے کو بھی اس کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی۔ صادق اور کاذب میں بھی یہی فرق ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم علانیہ لوگوں کو قرآن مجید سنایا کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہامات کو لکھ کر بارہا تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اُن کا ایک دم کے لئے بھی انکار کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں۔ میرا تعلق خدا سے ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اگر میں کچلا جاؤں۔ اور پیسا جاؤں۔ اور ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ لیکن پھر بھی میں ہی غالب آؤنگا۔ کیونکہ وُہ قادر ہستی میرے ساتھ ہے۔ اور معترضین کو آپ بایں الفاظ جواب دیتے ہیں ؎

مامورم و مرا چہ دریں کار اختیار — رو ایں سخن بگو بہ خداوند آمرم

بعض دوستوں نے مجھ سے کہا۔ کہ اس وقت سیاست لازم ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ اگر سیاست سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم اظہارِ حق نہ کریں۔ اور خلاف ضمیر باتیں کہیں۔ تو نفاق جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں ان تمام وجوہات کا جو لوگ حق کے چھپانے اور قبول نہ کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں جواب دیتا ہے۔ فرماتا ہے:۔

یاعبادی الذین اٰمنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ ثم الینا ترجعون والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لنبوئنھم من الجنۃ غرفا تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا نعم اجر العاملین۔ الذین صبروا وعلیٰ ربھم یتوکلون۔ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم (عنکبوت)

بعض وقت انسان اس لئے حق کو قبول نہیں کرتا۔ یا اُسے دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں کرتا۔ کہ لوگ اُسے تکلیف دینگے اور وُہ وہاں سے نکلنے پر مجبور ہوگا۔ یا حکومتیں اُسے وہاں سے نکال دیں گی۔ تو مومنوں کو اللہ تعالےٰ یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ باہمی لوگوں سے ڈریں نہیں۔ میری زمین وسیع ہے۔ اس جگہ کو چھوڑ دو اور کسی اور جگہ جا بسو۔ اور میری ہی عبادت کرو۔ اگر تم نے حق کو لوگوں سے ڈر کر چھوڑ دیا۔ تو تم میرے بندے نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ لوگوں کے بندے ہوگے۔

یا انسان حق کے قبول کرنے سے موت کے ڈر سے رُکتا ہو۔ کہ لوگ اُسے قتل کر دیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم موت اور قتل کے ڈر سے بھی حق کو قبول کرنے سے مت رُکو۔ کیا تم موت سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ ہر ایک شخص نے آخر مرنا ہی ہے۔ پھر مرنے کے بعد میرے پاس ہی آؤگے۔ پس اگر تم خدا تعالےٰ کے رستہ میں اپنی جان دوگے۔ تو اپنے محبوب سے جا ملوگے تمھیں کیا گھاٹا ہوگا۔ پھر میں تمھیں جنات میں داخل کرونگا۔ کیونکہ تم نے میری خاطر سب تکالیف برداشت کیں اور غضب شہوت۔ سستی۔ کاہلی کو ترک کیا۔ اور نیک اعمال بجا لائے۔ اور مجھ پر توکل رکھا۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے حق کو قبول کیا۔ تو لوگ ہم سے بائیکاٹ کرینگے۔ اور رزق کے دروازے بند کرینگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ کس قدر پرند چرند ایسے ہیں۔ جن کے پاس رزق نہیں ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ انھیں رزق پہونچاتا ہے۔ اور تمہارا رازق بھی تو وہی ہے۔ وہ تمہاری چیخ و پکار اور فریادوں کو سننے والا ہے۔ اور پھر اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ وُہ جانتا ہے۔ کہ تمہارا فائدہ کس چیز میں ہے۔

پس کسی حالت میں بھی حق کو چھپانا اور اس کی قبولیت سے انکار کرنا جائز نہیں۔

جلال الدین شمس۔ احمدی۔ از حیفا۔

فلسطین میں عیسائیوں سے مباحثات اور مشائخ سے مباحثہ کا نتیجہ

قبل ازیں ایک شیخ سے مباحثہ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ ہمارے درمیان اس طریق پر مناظرہ ہو۔ جبکہ تبلیغ مسیحی کا اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے بلکہ میری یہی تمنا تھی۔ کہ ہمیں ملکر مسیحی تبلیغ کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور اپنی کتاب میزان الاقوال میں بھی اس بات کا اعلان کر چکا تھا۔ مگر وہ مشائخ جنھوں نے پادریوں سے کبھی مناظرہ کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ بہت زور لگا کر مجھے مناظرہ کے لئے آمادہ کیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو شیخ میرے مدمقابل تھا۔ اس کی غرض اپنی شہرت کے سوا کچھ نہ تھی۔ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ بہت بڑا عالم ہے۔ مگر اس کی یہ غرض پوری نہ ہوئی بلکہ فتح اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے ہی نصیب ہوئی۔ اور حمدی آفندی جو میرے اور اس کے درمیان مناظرہ کے متعلق خط و کتابت کے لئے واسطہ تھا۔ وہ اور تین اور تعلیم یافتہ اشخاص (ندیم آفندی۔ صادق آفندی۔ مصطفیٰ آفندی) اس مناظرہ کے بعد سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اگرچہ مشائخ نے خدا تعالےٰ کا خوف نہ کرتے ہوئے لوگوں میں یہ مشہور کر دیا۔ کہ درحقیقت میں مسیحی ہوں مسلم نہیں ہوں اور لوگوں کو میرے پاس آنے سے روکا۔ مگر عقلمند لوگ جو مشائخ کو ارباب نہیں مانتے۔ میرے پاس آتے ہی رہے۔

جب شہر میں میری آمد کا ہر طرف شہرہ ہوا۔ تو مسیحی بھی میرے پاس آنے لگے۔ چنانچہ ایک مسیحی نوجوان میرے پاس آیا۔ وُہ یہ سُن کر آیا تھا۔ کہ میں مسیحی ہوں۔ مگر جب اس نے مجھ سے مسیحیت کے خلاف لاجواب باتیں سنیں۔ تو حیران ہو کر کہنے لگا۔ کہ مسلمان کیونکر آپ کو نصرانی کہتے ہیں؟ میں نے کہا جس وجہ سے یہود مسیح اور اس کے حواریوں کو کافر کہتے تھے۔ پھر اس نے کہا کہ میں رات کو کتابیں لے کر آؤنگا۔ اور آپ سے بحث کرونگا چنانچہ رات کو وہ کتب لے کر اپنے بھائی اور باپ اور چند اور مسیحیوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا مسلمان بھی بیس تیس کے قریب حاضر ہو گئے۔ اور مباحثہ شروع ہوا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

جلال الدین۔ شمس احمدی۔

از حیفا۔ مورخہ ۲۸/۶/۲